اخبارِ اقبالیات

۱-علامہ اقبال کا ۱۲۵ ویں یوم ولادت
۲۰۰۲ء کو سال اقبال کی حیثیت سے منایا جائے گا۔
۲-اقبال کے تصور انسان پر علمی نشست
۳-علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، شعبہ اردو میں آل احمد سرور پر دو روزہ سیمینار
۴-مجلس اقبال عالمی اردو مرکز کی اقبال پر تقریب
۵-کشمیر یونیورسٹی میں اقبال اور احترام آدمیت دو روزہ سیمینار
۶-اقبال ریسرچ اکادمی بنگلہ دیش کی تقریب
۷-قائد اعظم کی یاد میں ریاض میں تقریب
۸-ڈاکٹر جاوید اقبال اور ڈاکٹر رفعت حسن کے ٹی وی پر لیکچرز
۹-گورنمنٹ کلیۃ البنات لیک روڈ لاہور میں یوم اقبال
۱۰-گورنمنٹ گرلز کالج مدینہ ٹاؤن فیصل آباد میں یوم اقبال
۱۱-گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج کوپر روڈ میں یوم اقبال
۱۲-ریڈیو پاکستان کا اقبال پر خصوصی سیمینار
۱۳-دی ٹرسٹ سکول ٹھوکر نیاز بیگ میں یوم اقبال
۱۴۔ **وفیات**
ممتاز اقبال شناس آل احمد سرور کا انتقال
ڈاکٹر حسن رضوی کی وفات

علامہ اقبال کا ۱۲۵ویں سال ولادت

۲۰۰۲ء کو سال اقبال کی حیثیت سے منایا جائے گا

حکومت پاکستان نے ۲۰۰۱ء کو سال قائداعظم قرار دیا تھا۔ پوری دنیا میں جس کے سلسلے میں تقریبات اور پروگرام مرتب ہوئے ۔۲۰۰۲ء کو حکومت پاکستان نے علامہ اقبال کے 125 ویں سال ولادت کو سال اقبال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے۔ وفاقی سیکرٹری ثقافت نے اس سال کو خوب سے خوب تر ین انداز میں منانے کے لیے اخبارات کے ذریعے ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان کو تجاویز بھیجنے کی ہدایت کی ہے۔ محمد سہیل عمر ڈائرکٹر اقبال اکادمی نے ویب سائٹ اور ای میل کے ذریعے اس اشتہار کو دنیا بھر میں بجھوادیا ہے۔ تا کہ ان تجاویز کا دائرہ وسیع تر ہو سکے۔

اقبال اکادمی پاکستان کی ایگزیکٹو کمیٹی نے ڈائرکٹر اور ان کے معاونین کی مرتب کردہ تجاویز کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا اور ان کی منظوری دی اور ڈائرکٹر محمد سہیل عمر کی مساعی کی تعریف کی۔

اس پروگرام کے تحت مختلف نوعیت کی جو سرگرمیاں مرتب کی گئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اہم نکات:-

۱- ہمارے پاس فنڈ چونکہ محدود ہیں لہذا اپنے پاؤں اپنی چادر کے مطابق پھیلائے جائیں گے۔

۲- اقبال میلہ اور جشن اقبال کی طرز کے پروگراموں کی بجائے اقبال جیسے شاعر فلسفی کے بنیادی نظریات اور تعلیمات کو اجاگر کیا جائے گا۔

۳- وقتی اور عارضی نمود و نمائش کے پروگراموں کی بجائے دوررس اور مستقل اہمیت کے پروگرام وضع کئے جائیں گے تا کہ وسائل کا ضیاع نہ ہو۔ یہ بھی کوشش کی جارہی ہے کہ معاشرے کے تمام طبقات اور ادارے اس میں شمولیت کریں۔ ان ہی فکر انگیز تصورات کے پیش نظر سال اقبال کی تقریبات کی تجاویز مرتب کی گئی ہیں۔

افتتاح

صدر پاکستان چونکہ اقبال اکادمی پاکستان کے سرپرست ہیں لہذا سال اقبال کا اعلان بھی ان کی طرف سے ہوا ہے۔ اس بات کی بجا طور پر توقع کی جارہی ہے کہ وفاق صوبے اور وزارتیں اس سلسلے میں اپنا

کردار بھرپور طور پر ادا کریں گی۔

کانفرنسیں اور سیمینار

اقبال کی سوانح اور اقبال پر سیمینار --- وفاقی وزارت ثقافت اس سلسلے میں دو روزہ سیمینار منعقد کرے گی۔ جس میں ملک کے تمام حصوں سے آٹھ دانشور حصہ لیں گے توقع ہے کہ یہ اسلام آباد میں ہوگا۔ اس کے موضوعات اقبال اور عصری تقاضوں کے مطابق ہوں گے۔

۱- اسلامی ریاست کا تصور

۲- تعلیمی نظام - اقبال کا نکتہ نظر

۳- معاشی نظام - اقبال کا انداز فکر

ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور محمد سہیل عمر، موضوعات کی تشریح، سکالروں کا انتخاب اور دعوت ناموں وغیرہ کا اہتمام کریں گے۔

عالمی اقبال کانفرنس --- اس موقع پر ایک عالمی اقبال کانفرنس کے انعقاد کا پروگرام ترتیب دیا گیا ہے تاکہ ایک بڑے فورم پر اقبال کے اذکار و نظریات کا جائزہ لیا جا سکے۔ جس میں دنیا بھر سے ماہرین اقبال شرکت کریں گے۔

علاقائی سیمینار --- صوبائی حکومتیں - تمام صوبائی حکومتیں بشمول حکومت آزاد کشمیر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بھی فکر اقبال پر سیمینار منعقد کریں۔

تعلیمی سیمینار --- صوبائی حکومتیں اپنے اپنے تعلیم کے صوبائی محکموں کے توسط سے یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں اقبال کے سوانح اور افکار پر تقریری مقابلے اور اس نوعیت کے پروگرام منعقد کریں گی۔

پاکستانی سفارت خانے --- بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے بھی علامہ اقبال کے حوالے سے مقامی لوگوں کے تعاون سے پروگرام مرتب کریں گے۔

ہفتہ اقبال --- نومبر کے پہلے ہفتے کو ہفتہ اقبال قرار دیا گیا ہے۔ 2 نومبر سے 9 نومبر تک اقبال کے فلسفے، افکار اور نظریات پر لیکچر اور پینل بحث ہوگی۔ اس موقع پر کتب، تصاویر اور آثار اقبال کی نمائش ہوگی۔ بعد دوپہر اقبال کی شاعری پر بحث اور لیکچر ہوں گے۔

ڈاک ٹکٹ --- اس موقع کے حوالے سے یادگاری ٹکٹ جاری ہوں گے۔

قومی اور بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈز --- حکومت پاکستان ہر تین سال بعد یہ ایوارڈ اقبال پر کام کی حوصلہ افزائی کے لیے دیتی ہے۔ اس موقع پر ان ایواڈز کا اعلان کیا جائے گا۔

اقبال پر سیریل --- پاکستان ٹیلی ویژن پر علامہ اقبال کے حوالے سے دستاویزی فلم، شاعری کی گائیکی کے ساتھ ساتھ اقبال پر ایک ٹیلی سیریل بھی پیش کیا جائے گا۔ 1970 میں اے۔ کے۔ کاردار نے

ایک اردو/ انگریزی ڈاکومنٹری تیار کروائی تھی۔ 1977ء میں علی سردار جعفری کے مسودے پر ایک ڈاکومنٹری تیار کی گئی تھی۔ 1977ء میں صد سالہ تقریبات کے موقع پر فلم اور پبلسٹی بیورو کے ایما پر سلیم احمد نے ایک ڈاکومنٹری تیار کی۔ ڈاکٹر انیس ناگی نے 1995 میں ایک دستاویزی فلم تیار کی۔ اقبال پر ایک فلم بنانے کیلئے بھی اقبال اکادمی بنیادی مواد تیار کر چکی ہے۔

نمائش---اس موضوع پر علامہ کی تصاویر اقبال کے حوالے سے پینٹنگز، کتب، جرائد، آثار اقبال، خطوط وغیرہ اور آڈیو کیسٹس کی نمائش کی جائے گی۔

عطیات---اس موقع پر اہم اداروں اور لائبریریوں کو منتخب کتب، رسائل، جرائد، بروشرز، آڈیو کیسٹ وغیرہ وغیرہ فراہم کئے جائیں گے۔ پاکستانی سفارت خانے، کتب خانے اور ادارے اس میں شامل ہیں۔ ان تمام پر سال اقبال اندارج ہوگا۔

میڈیا---پاکستان ٹیلی ویژن اس موقع پر سارا سال اپنے تمام چینلوں پر گذشتہ سالوں میں اقبال پر مرتب ہونے والے پروگراموں کا انتخاب ٹیلی کاسٹ کرے گا۔ اس طرز پر ریڈیو پاکستان بھی نشریات جاری کرے گا۔

لانگ پلے---پاکستان ٹیلی ویژن کے چینل علامہ اقبال کی شاعری پر لانگ پلے ٹیلی کاسٹ کریں گے۔

مقبول موسیقی---مقبول عام گلوکار اور ان کے گروپ مثلاً شہزاد رائے، ابرار الحق، جمشید جنید اور جنون گروپ علامہ اقبال کے کلام پر مبنی پروگرام پیش کریں گے۔

نوجوانوں کے اقبال کے حوالے سے پروگرام---جناب انور مقبول، جناب نعیم بخاری، توثیق حیدر نواجوان کیلئے تعلیمی، ادبی، کوئز اور مباحثوں کے پروگرام پیش کریں گے ان سے اس سلسلے میں خصوصی رابطہ کیا جائے گا۔

اطلاعاتی ٹیکنالوجی---ویب سائٹ- اقبال پر ویب سائٹ کا معیار بہتر کیا جائے گا۔ اسکی توسیع اور انعقاد کا اہتمام کیا جائے گا۔ مختلف زبانوں، ساونڈ فائلوں، سوالات کے جوابات، سکیننگ، اردو اور فارسی شاعری کا متن۔ آڈیو ویڈیو میٹریل تمام عالمی معیار کے مطابق تیار اور دستیاب ہوں گے۔

انٹرنیشنل ویب پیج مقابلے---اقبال پر ویب پیج کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے لئے ایک مقابلہ کروایا جائے گا۔ اور اس کیلئے تین بہترین مقابلہ جیتنے والوں کو معقول معاوضہ دیا جائے گا۔

کثیر اللسانی ڈیٹا بیس لائبریری---اقبال اکادمی کثیر اللسانی ڈیٹا بیس لائبریری قائم کر رہی ہے جو ایک منفرد اقدام ہوگا۔ یہ لائبریری تحقیق کے میدان میں ہر طرح سے معاونت کرے گی۔

اقبال سائبر لائبریری---اقبال اکادمی اقبال سائبر لائبریری کے قیام کا منصوبہ تیار کر رہی ہے جس سے اقبال پر الیکٹرانک کتب دستیاب ہوں گی۔

اقبال پر مصور سی ڈی---اکادمی ایک ایسی سی ڈی تیار کر رہی ہے جو خصوصی طور پر 2002 کے

حوالے سے ہوگی۔اس میں اقبال کی زندگی سے متعلق تصاویر اور ان کی نثر و نظم کے نمونے بھی ہوں گے۔

اقبال ملٹی میڈیا--- ایسی ملٹی میڈیا سی ڈیز تیار کی جارہی ہیں جن میں اقبال کی تمام نثری، شعری، اردو، فارسی، اور انگریزی تصاویر، خطوط، اشاریے وغیرہ موجود ہوں گے۔

آڈیو ویڈیو پراجیکٹ---۱-آڈیو سی ڈیز اردو کلام ۲-آڈیو سی ڈی فارسی کلام ۳-اقبال وڈیو سی ڈی شامل ہیں۔

اقبال آرٹ گیلری---ایوان اقبال لاہور میں ایک آرٹ گیلری کا قیام بھی اسی منصوبے کا حصہ ہے جس میں علامہ اقبال کی سوانح اور ان کی فکر کے حوالے سے ایک آرٹ گیلری قائم کی جارہی ہے۔جس میں اقبال پر پینٹنگ کرنے والے مصوروں کی تصاویر رکھی جائیں گی۔

اقبال البم---اقبال کی زندگی پر انگریزی میں کوئی اعلیٰ معیار کی البم تا حال دستیاب نہیں۔جو ایک بار کبھی چھپی تھی وہ بھی موجود نہیں۔سال اقبال کے دوران ایک اقبال البم کی اشاعت بھی ہوگی۔

کتب---سال اقبال کے دوران نئی اور پرانی کتب کی اشاعت کا ایک بڑا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

تعارفی کتب و بروشرز---اقبال کی زندگی، کارناموں اور افکار پر ایک جامع تعارفی مواد شائع کیا جائے گا۔بالخصوص ان زبانوں میں جہاں اقبال پر کوئی قابل ذکر کام موجود نہیں۔

خصوصی مطبوعات---عالمی سطح پر فکر اقبال کی اشاعت کے لیے ایسی مطبوعات شائع کی جائیں گی جس سے عالمی سطح پر اقبال کے قارئین پیدا ہوں۔ایسی کتب عالمی افکار اور موضوعات کے تناظر میں ہوں گی۔

۱-ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب۔''پاکستان، اپنے تشخص کی تلاش میں'' (انگریزی)

۲۔ڈاکٹر شیلا میکڈونلڈ (کینیڈا) شعلۂ سنائی (انگریزی)

۳-ڈاکٹر مستنصر میر (امریکہ) لالۂ صحرا (انگریزی)

۴-ڈاکٹر این میری شمل (جرمنی) شہپر جبریل (نیا ایڈیشن) (انگریزی)

(اردو، اور فارسی) تراجم میں

اقبال پاکستانی زبانوں میں--- پاکستانی زبانوں میں کتب کی اشاعت کا سروے کیا جائے گا۔ان زبانوں میں کتب شائع کی جائیں گی، جن میں کلام اقبال ترجمہ نہیں ہوا۔پرانے تراجم بھی طبع ہوں گے۔

بچوں کے لئے مصور اقبال---نوجوانوں کو اقبال نے جن نظموں میں خطاب کیا ہے، اسے شائع کیا جائے گا۔پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے تعاون سے اور بعد میں دوسرے ٹیکسٹ بک بورڈ کے تعاون سے مصور کلام اقبال بچوں کیلئے شائع ہوگا۔

جو دیگر پاکستانی زبانوں میں بھی ہوگا۔

تحقیقی منصوبے

۱-دستاویزات قائداعظم میں ذکر اقبال

۲-زندہ رود (اردو)

۳-زندہ رود کے عربی، بنگلہ، چینی، روسی اور انگریزی زبان میں تراجم
۴-خطبہ الہ آباد کے اردو، فارسی، عربی، بنگالی، ملائی اور دوسری زبانوں میں تراجم
۵-کلیات نثریات اقبال
۶-کلیات اقبال انگریزی تراجم یکجا کر کے شائع ہوں گے۔
۷-کلیات اقبال (اردو)
۸-کلیات اقبال (فارسی)
۹-اقبال انسائیکلوپیڈیا
۱۰-کتابیات اقبال---ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
۱۱-کلیات باقیات اقبال---ڈاکٹر صابر کلوروی

رسائل --- اقبال ریویو (انگریزی) اقبالیات (اردو) کے علاوہ اقبالیات (ترکی) اقبالیات (عربی) اور اقبالیات (فارسی) بھی شائع کئے جائیں گے۔

آثار اقبال --- اقبال اکادمی کی لائبریری میں علامہ اقبال کی زندگی پر دستاویزات، خطوط اور دوسرے مواد کا ایک وسیع ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ نئی نسل کیلئے پروگرام---صدر پاکستان کی سرپرستی میں ایک قومی کمیٹی برائے تقریبات سال اقبال تشکیل دی گئی ہے جس کے ارکان میں۔

۱-وفاقی وزیر ثقافت (چیئر مین)
۲-وفاقی سیکرٹیری وزارت ثقافت (رکن)
۳-ڈاکٹر جاوید اقبال (وائس چیئر مین)
۴-سیکرٹری تعلیم (ممبر)
۵-وفاقی سیکرٹری، اطلاعات (ممبر)
۶-جسٹس (ر) سردار محمد اقبال (ممبر)
۷-ڈاکٹر وحید قریشی (ممبر)
۸-افتخار عارف (ممبر)
۹-سکندر حیات جمالی (ممبر)
۱۰-عبدالغفار سومرو (ممبر)
۱۱-ڈاکٹر صابر کلوروی (ممبر)
۱۲-ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (ممبر)
۱۳-ڈاکٹر معین الدین عقیل (ممبر)
۱۴-پروفیسر عطیہ سیّد (ممبر)
۱۵-ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (ممبر)

۱۶-پروفیسر ایوب صابر   (ممبر)
۱۷-محمد سہیل عمر   (ممبر/کنونیر)

قومی کمیٹی منصوبوں کی منظوری، سرگرمیاں اور فنڈز کی منظوری کا اختیار رکھتی ہے۔اقبال اکادمی پاکستان اس کا سیکرٹیریٹ ہوگا جہاں اجلاس منعقد ہوں گے۔

اقبال کے تصور انسان پر علمی نشست

حکومت پاکستان نے ۲۰۰۲ء کو سال اقبال قرار دیا ہے اس سلسلے میں ایک اہم تقریب اقبال اکادمی پاکستان اور خانہ فرہنگ ایران لاہور کے تعاون سے ایوان اقبال کے بینکویٹ ہال میں ۱۸ فروری ۲۰۰۲ء کی سہ پہر تین بجے سے رات ۹ بجے تک منعقد ہوئی جس میں اقبال کے تصور انسان پر مقالات پڑھے گئے تقریب میں ڈاکٹر فتح محمد ملک نے ''اقبال اور اسلامی عبادت کا تصور''، ڈاکٹر اسلم انصاری نے ''اقبال کا تصور تاریخ اور فرد'' (انگریزی) ڈاکٹر نعیم احمد نے ''اقبال کا تصور موت''، ڈاکٹر سلیم اختر نے ''اقبال کا مثالی انسان۔نفسیاتی تناظر میں''، چودھری مظفر حسین نے ''اقبال کا روحانی انسان''، خضر یاسین نے ''انسان اور اس کے وجودی اصول'' پر مقالات پڑھے۔خضر یاسین نے کہا ''انسان اعلیٰ ترین ہستی ہے وہ اپنے وجودی اصول میں لاثانی ہے اس سے بہتر وجود ممکن نہیں ہے۔وہ اس ہستی کی معرفت کا کوئی پیمانہ نہیں رکھتا اور نہ رکھ سکتا ہے۔جس کی تخلیق نے اسے وجود عطا کی ہے وہ کیا ہستی ہے؟ جس نے کائنات کو بنایا ہے اور سب سے بڑھ کر شعور نے شعور کو پیدا کیا۔انسان کا علم و وجدان، وہم و گمان، خیال و قیاس کچھ ایسا نہیں ہے جو اس تک رسائی میں انسان کی معاونت کر سکے اور اس کا راہ گیر و رہنما بن سکے اس کی ماہیت، اس کی فطرت اوصاف و خصائص ہمارے لیے یہ سب انسانی وجود کے ادراک کے مقولات ہیں''۔۔۔۔''حقیقت یہ ہے کہ علامہ کے ہاں زندگی کا مظہر ہی واحد اور حقیقی وجودی اصول ہے اس سے زیادہ یا اس سے کم ہر مظہر کو وہ کسی نہ کسی سطح سے حیاتیات کے مقولات سے واضح کرنے کی سعی کرتے ہیں۔انا یا خودی ان کا مرغوب ترین مقولہ ہے لہٰذا یہ جوہر کے حقیر ترین وجود سے لے کر خدائے بزرگ و برتر کی ہستی تک ہر ایک مظہر وجود پر اطلاق پذیر ہوتا ہے۔خضر یاسین کا مقالہ طویل تھا تاہم اس مقالے کو حاصل تقریب کی حیثیت حاصل تھی۔

ممتاز دانشور و ادیب ڈاکٹر سلیم اختر نے ''اقبال کا مثالی انسان: نفسیاتی تناظر میں'' کے موضوع پر مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا ''علامہ اقبال نے جلال و جمال کے حامل اپنے اسلوب کے ذریعے سے مرد مومن کی جو صفات اجاگر کیں۔ان کی اساس ثنویت اور ضدین کے امتزاج پر استوار ہے۔علامہ نے تضاد کے امتزاج سے پیکر نو کی مسافت طے کی۔یوں کہ دونوں تضادات کی بہترین صفات حاصل کر لیں''۔

پروفیسر ڈاکٹر نعیم احمد صدر شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب لاہور نے اپنا مقالہ ''اقبال کا تصور بقائے دوام'' لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی تھی ''اقبال کا تصور موت'' ان کا آج کا موضوع تھا انہوں نے کہا ''علامہ اقبال کا تصور موت و حیات اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔صرف انہوں نے اس تصور کو فلسفیانہ اور علمی تناظر

میں اس طرح پیش کیا کہ یہ جدید ذہن کے لیے قابل قبول اور دل کش بن گیا ہے''۔۔۔۔''علامہ کا خیال ہے کہ ایک دفعہ وجود پذیر ہو جانے کے بعد انائے انسانی فنا سے آشنا نہیں ہو سکتی۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انائے انسانی کا زمان میں ایک نقطہ آغاز ہے لیکن نقطہ انجام نہیں ہوتا''۔۔۔۔''علامہ نے موت اور بقائے دوام کے مسئلے سے اس طرح تعرض کیا ہے کہ انساں مایوسی اور قنوطیت کا مطلقاً شکار نہیں ہوتا۔ موت کی آمد، آنے والی حیات سرمدی کی نوید بنتی ہے۔ اگر اس نے اس کارگہ عمل میں اپنی خودی کو مستحکم کر لیا ہو تو وہ موت کا استقبال خندہ پیشانی سے کرتا ہے۔

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

چودھری مظفر حسین ممتاز ماہر اقبالیات کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں انہوں نے ''اقبال کا روحانی انسان'' کے موضوع پر ضخیم مقالہ پیش کیا انہوں نے کہا۔''اقبال کا روحانی انسان جمال وجلال کے حسین امتزاج کا مرقع ہوتا ہے۔ انہوں نے ان صفات کے لیے صحیح اور قوی کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں اور مثنوی اسرار و رموز کے سر آغاز میں مولانا روم کے جو اشعار نقل کئے ہیں ان میں شیرِ خدا اور رستم دستانم کے الفاظ کا بھی یہی مفہوم ہے۔ روحانی انسان کی سیرت کی ہیئت ترکیبی کے جو عناصر اربعہ انہوں نے گنوائے ہیں ان میں غفاری و قدوسی کے ساتھ ساتھ قہاری و جبروت کو بھی شمار کیا ہے''۔

جامعہ پنجاب کے صدر شعبہ اردو پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی نے ''اقبال کے تصور تہذیب'' پر مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے امریکی دانشور ہنٹنگٹن کے تہذیبوں کے تصادم کے تصور کے حوالے سے کہا کہ مغربی تہذیب کا اقبال نے معروضی مطالعہ کیا اور مغربی تہذیب کی موجودہ تباہ کن صورت حال کا ادراک کیا۔ انہوں نے ہنٹنگٹن کے نظریات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ آج انسان کو تصادم اور مناقشہ کی نہیں ایک پرامن دنیا کی ضرورت ہے۔ لاہور یونیورسٹی وکالج برائے خواتین کی ڈین اور شعبہ فلسفہ کی سربراہ پروفیسر عطیہ سید نے ''اقبال کے تصور عورت'' پر مقالہ پیش کیا انہوں کہا کہ اقبال عورت کو تصویر کائنات میں رنگ قرار دیتے ہیں وہ عورت کی بصیرت پر اعتماد کرتے ہیں اس کے حقوق کا دفاع کرتے ہیں تاہم وہ مشرقی عورت کو مغربی عورت بننے سے باز رکھنے کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ مرد اور عورت دونوں کے حوالے سے اقبال کا نظریہ بڑا متوازن ہے شعبہ اقبالیات جامعہ پنجاب کے چیئر مین پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم شاہ اکرام نے ''اقبال کا تصور انسان'' پر مقالہ پیش کیا کہ اقبال رومی کے مرید تھے اور رومی کی ہی طرح ایک برتر انسان کے آرزومند تھے جو تخلیقی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو۔

خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائرکٹر جنرل محمد سعید معزالدین، جنہوں نے اس سیمینار کے لیے مالی تعاون پیش کیا تھا، نے بھی ''اقبال اور فلسفہ خودشناسی'' کے موضوع پر مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا ''اقبال کے فلسفہ خودی میں اگر اختیار کا اعتبار نہ ہوتا تو وہ بے اثر و بے ثمر ہوتا کیونکہ اگر انسان یا انسانی معاشرہ جو خودمختار ہو وہ سوچ سکتا ہے، دیکھ سکتا ہے۔ انتخاب کر سکتا ہے اور اپنی آئندہ کی سرنوشت خود اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہے''۔ انہوں نے اور ایرانی قونصل جنرل لاہور آقای مجید صادقی نے فارسی میں مقالات پیش کئے جن کے تراجم

خانم ثمینہ نے پیش کیے۔ پروفیسر ڈاکٹر اسلم انصاری نے اپنا مقالہ انگریزی میں ''اقبال کا تصور تاریخ اور انسان'' پیش کیا۔ ''تاریخ کے بارے میں اقبال کا اپنا مخصوص انداز فکر ہے کہ تاریخ حوادث گذشتہ کا ریکارڈ ہے جس میں آفاقی حرکت موجود ہے۔ وہ تاریخ کو بھی قرآن کے ساتھ انسانی علم کا اہم ذریعہ شمار کرتے ہیں وہ فرد مصدقہ کا استناد تاریخ کے حوالے سے کرتے ہیں۔

مقتدرہ قومی زبان پاکستان کے صدر نشین اور ممتاز دانشور پروفیسر فتح محمد ملک نے ''اقبال اور عبادت کا اسلامی تصور'' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''اقبال کے خیال میں خالق اکبر کی نت نئی تخلیقی اداؤں کا سائنسی مشاہدہ افضل ترین عبادت ہے فطرت کے مطالعہ میں جذب سائنس دان کو اقبال ایک ایسا صوفی قرار دیتے ہیں جو اللہ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ قوانین فطرت کی سائنسی تلاش و جستجو کو وہ قرب خداوندی کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے رسمی عبادات کی پابندی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا۔ ان عبادات کی ادائیگی کو وہ ضروری خیال کرتے ہیں مگر اسے کافی نہیں سمجھتے۔ تسخیر کائنات کو وہ رسمی عبادات کی علمی توسیع سمجھتے ہیں''۔

محمد سہیل عمر ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان لاہور جو جلسے کی نظامت کے فرائض ادا کر رہے تھے اور ہر مقالے کا بنیادی جوہر اور مقالہ نگار کا تعارف بیان کرتے انہوں نے پروفیسر فتح محمد ملک کے مقالہ پر نہایت اہم سوالات اٹھائے جن کے جوابات کسی آئندہ موقع پر اٹھا رکھنے کا عندیہ دیا۔

اقبال اکادمی پاکستان کی اس تقریب کے انعقاد میں خانہ فرہنگ ایران کے ڈائرکٹر جنرل محمد سعید معزالدین کے کردار کو خصوصی طور پر سراہا گیا اس موقع پر اقبال اکادمی نے نمائش کتب کی اور فروخت پر پچاس فیصد رعایت پیش کی خانہ فرہنگ ایران نے بھی کتب، تصاویر اور ایرانی تہذیب و ثقافت کے تعارف کے لیے وڈیو پیش کی، ممتاز گلوکار پروفیسر جواد احمد شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب لاہور اور سانگلہ ہل کے محمد رفیع نے کلام اقبال پیش کیا۔ لاہور کے ممتاز دانشوروں نے مسلسل پانچ گھنٹے مقالات سن کر اپنی اعلیٰ علم دوستی کا مظاہرہ کیا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اردو میں آل احمد سرور پر دوروزہ قومی سیمینار

شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے زیر اہتمام آل احمد سرورؔ دوروزہ قومی سیمینار ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء کو منعقد کیا گیا جس میں اردو کے ممتاز نقاد، شاعر اور دانش ور پروفیسر آل احمد سرورؔ کی شخصیت، فن اور ان کی نظم و نثر کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ سیمینار کا افتتاح علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب محمد حامد انصاری نے فرمایا۔ جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے کلیدی خطبہ پیش کیا اور جناب سید حامد، چانسلر ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ شعبۂ اردو کی تاریخ میں کسی زندہ شخصیت پر یہ پہلا سیمینار تھا اور غالباً سردار جعفری کے بعد سرور صاحب ہی ایسے ایک ادیب ہیں جن کی خدمات کا اعتراف ان کی زندگی میں ہی اتنے بڑے سیمینار کے ذریعہ کیا گیا۔ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے سرورؔ صاحب کا بہت گہرا تعلق رہا ہے۔

وہ ۱۹۳۷ء میں یہاں استاد مقرر ہوئے تھے اور ۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۳ء تک شعبہ اردو کے صدر بھی رہے۔ سرور صاحب کی علمی شخصیت اور ان کی تدریسی خدمات کے اعتراف میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انھیں ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو ''پروفیسر ایمریطس'' کے اعلیٰ ترین اعزاز سے سرفراز کیا۔ ہندوستان کی دانش گاہوں میں ''پروفیسر ایمریطس'' کا اعزاز پانے والے سرور صاحب اردو کے پہلے استاد ہیں اور تاحال یہ اعزاز اردو کے کسی اور استاد کو نصیب نہیں ہوا۔

شعبۂ اردو کی جانب سے سرور صاحب پر دو روزہ سیمینار کا اہتمام خود شعبہ کے اعزاز کا ذریعہ کہا جا سکتا ہے۔ سرور صاحب اس سیمینار میں خود بھی شریک تھے اور اس موقع پر حکومت مدھیہ پردیش کا سب سے بڑا ادبی انعام ''اقبال سمان'' ایک لاکھ روپے کے چیک اور توصیفی سند کی صورت میں سرور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے جسے علامہ اقبال ادبی مرکز بھوپال کے سیکریٹری پروفیسر آفاق احمد حکومت مدھیہ پردیش کی جانب سے لے کر علی گڑھ آئے تھے۔ اس کے علاوہ انجمن ترقی اردو ہند کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خلیق انجم بھی سرور صاحب کے لیے انجمن کی جانب سے ایک شال، یادگار میڈل اور کتابوں کے تحفے لے کر دہلی سے علی گڑھ آئے تھے۔

شعبۂ اردو کے اساتذہ اور علی گڑھ کے دانش وروں کے علاوہ ملک کے کئی اہم مراکز کے مندوبین اس سیمینار میں شریک ہوئے۔ افتتاحی جلسے کے بعد سیمینار کے مزید چار اجلاس منعقد ہوئے اور بیس مقالے پیش کیے گئے۔ سیمینار کے تمام جلسوں کی روداد ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

افتتاحی جلسہ:-

آل احمد سرور دو روزہ قومی سیمینار کا افتتاحی اجلاس ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء کو گیارہ بجے دن کو آرٹس فیکلٹی لاونج میں منعقد کیا گیا۔ شعبۂ اردو کے طالبِ علم محمد احتشام کی تلاوت کلام پاک سے افتتاحی جلسے کا آغاز ہوا۔ شرکا، مندوبین اور مہمانان گرامی کا سیمینار میں خیر مقدم کرتے ہوئے صدر شعبۂ اردو پروفیسر اصغر عباس نے استقبالیہ کلمات میں فرمایا کہ:

یہ ہماری خوش بختی ہے کہ آج ہمارا شعبہ سرور صاحب کے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز ہے۔ سرور صاحب نہ صرف یہ کہ اردو زبان و ادب کے عارف، اردو تنقید کے قافلہ سالار اور اردو تحریک کے قائد کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں بلکہ آپ نے ہماری یونیورسٹی کے وقار میں بے مثال اضافے کیے ہیں۔ سرور صاحب کا رشتہ اس تعلیمی اور تہذیبی مرکز سے سات دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے آپ زمانۂ طالب علمی میں اس یونیورسٹی کے منتخبات میں گنے جاتے تھے۔ سر راس مسعود جس زمانے میں یہاں وائس چانسلر تھے آپ نے یونین کے نائب صدر کی حیثیت سے طلبا کی قیادت کی اور استاد کی حیثیت سے بھی آپ نے جو عزت و وقار حاصل کیا وہ کسی بھی عالم کے لیے باعث افتخار ہو سکتا ہے۔ آپ نے شعبۂ اردو کی صدارت کے زمانے میں اپنی سرگرمیاں صرف ادبی مسائل تک محدود نہیں رکھیں بلکہ تہذیب، تاریخ، تعلیم اور معاشرے کے ہر پہلو پر ذمہ دارانہ نظر ڈالی اور ہر دائرے میں مصلحت اور مفاد سے بے نیاز ہو کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ آزادی کے بعد ہمارے شعبے کو ترقی کی

نئی راہوں سے سرور صاحب نے آشنا کیا۔ شعبہ میں اساتذہ اور طلبا کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ تحقیقی اور تدریسی کاموں کو مستحکم تر بنانے کے لیے کی کوشش کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ سرور صاحب نے جس دل نوازی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ نوجوان ذہنوں کی پرورش کی اس پر ہماری کئی نسلیں فخر کر سکتی ہیں۔ سرور صاحب میں خیال کی وہ وسعت اور شخصیت کی وہ بے تعصبی ہے جسے ہم تعلیم اور تہذیب کا اصل الاصول کہہ سکتے ہیں۔ ان میں وہ کشادہ ذہنی ہے جو ایک عالم کی شان ہے، وہ تہذیب متانت اور وقار ہے جو ایک اچھے استاد کا شرف ہے اور ملک کے تہذیبی اور معاشرتی مسائل سے وہ ذہنی ربط ہے جو ایک سچے دانشور کی پہچان قرار دیا جا سکتا ہے۔ برصغیر میں آج چھوٹے بڑے نقادوں کی کمی نہیں ہے لیکن ہر نقاد نے کسی نہ کسی عنوان سرور صاحب سے فیض اٹھایا ہے۔ سرور صاحب نے شاعری بھی کی ہے اور ایک اچھے خاصے حلقے میں ان کو حسن قبول بھی ملا ہے۔ ان کی شاعری انسان اور انسانیت کے منظر نامے سے عبارت ہے۔ اپنے عہد کی سیاسی سماجی اور ادبی تبدیلیوں پر ان کی بڑی گہری نظر ہے اور انکی شاعری میں روح عصر فنکارانہ بصیرت کے ساتھ موجود ہے۔ وہ کشاکش حیات سے مایوس یا ہراساں نہیں ہوتے بلکہ اسی زمین پر ایک جہان آخریں کے مشتاق رہتے ہیں۔

سرور صاحب کی صحافتی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے صدر شعبۂ اردو نے فرمایا کہ سرور صاحب کی صحافت کا آغاز علی گڑھ میگزین کی ادارت سے ہوا۔ رشید صاحب کے رسالہ سہیل کی ادارت میں بھی شامل رہے۔ وہ انجمن ترقی اردو کے رسالہ اردو ادب اور مسلم یونیورسٹی کے علمی رسالہ فکر و نظر کے مدیر رہے۔ آج بھی روز نامہ سیاست حیدر آباد میں پندرہ روزہ ان کا کالم چھپتا ہے۔ اور سرمۂ اہل نظر بن جاتا ہے۔ انجمن ترقی اردو ہند کے اخبار ہماری زبان کی ادارت کے فرائض سرور صاحب نے تقریباً دو دہائی تک انجام دیے۔ اسی اخبار کے ذریعہ سرور صاحب نے اردو تحریک کی قیادت کی۔

صدر شعبۂ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سرور صاحب پر اس دو روزہ مذاکرے میں انکی شخصیت، انکی تنقید، ان کا اسلوب، انکی خودنوشت، انکے توسیعی خطبات، انکے سفر نامے، انکی صحافت، انکی دانشوری اور اسکے علاوہ دوسرے موضوعات پر گفتگو ہوگی اور سرور صاحب کا خصوصی مطالعہ کرنے والے دانشوروں کے مقالوں سے بحث و نظر کی نئی راہیں کھلیں گی اور اس طرح ہمارے علمی سرمایے میں اضافہ ہوگا اور یہی اس سیمینار کا مقصد ہے۔

شعبۂ اردو کی درخواست پر اردو کے ممتاز نقاد اور دانش ور جناب شمس الرحمٰن فاروقی اس سیمینار میں کلیدی خطبہ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ صدر شعبۂ اردو نے فاروقی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ کسی ادبی محفل میں شمس الرحمٰن صاحب کا تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ اردو ادب کی تاریخ میں خاص طور پر آزادی کے بعد ایسی شخصیتیں شاذ و نادر نظر آتی ہیں جو ملک کی انتظامیہ میں رہنے کے باوجود ان کے علمی اور ادبی اکتسابات سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہوں۔ ان مستثنیات میں شمس الرحمٰن صاحب سرفہرست ہیں۔

صدر جلسہ جناب سید حامد کا خیر مقدم کرتے ہوئے صدر شعبۂ نے کہا کہ سید صاحب ہمارے ان

اکابرین میں ہیں جن کی خدمات کسی ایک دائرے تک محدود نہیں وہ ایک منفرد صاحب قلم، سلجھے ہوئے نقاد اور ممتاز شاعر ہیں۔ اور علی گڑھ کے زمانے طالب علمی میں وہ ہر جگہ نمایاں رہے۔ انھوں نے کئی ایسے اساتذہ اور مدبرین کی آنکھیں دیکھی ہیں جنھوں نے براہ راست سرسید کے آہنی عزم اور مدبرانہ صفات سے فیض پایا تھا۔ سید حامد صاحب نے طالب علمی کے زمانے سے اس یونیورسٹی سے جو پیمان وفا باندھا تھا۔ اس پر تا حال قائم ہیں۔ جب وہ اس تعلیمی اور تہذیبی مرکز کے پاسبان، محافظ، معمار اور اسکے امین بن کر آئے تو انھوں نے ایک عاشق کی والہانہ شیفتگی کے ساتھ اس یونیورسٹی کے ہمہ جہت مفاد میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر دیں۔ انھیں قوم کے ہمہ جہتی فروغ سے والہانہ لگاؤ ہے۔ ان کی زندگی صبر و تحمل، دردمندی اور جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ وہ محض اداروں کے موسس اور منتظم ہی نہیں، وہ صرف سماجی مفکر یا ادیب اور شاعری ہی نہیں بلکہ اقدار عالیہ کے عاشق بھی ہیں۔ میں اس سیمینار میں سید صاحب کا استقبال کرتا ہوں۔

صدر شعبۂ نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آج کے مذاکرے کا افتتاح ہمارے وائس چانسلر محمد حامد انصاری صاحب فرمائیں گے اور صدارت سید حامد صاحب فرما رہے ہیں۔ حاضرین کا یہ اجتماع ہر لحاظ سے فال نیک ہے۔ محمد حامد انصاری صاحب جب سے ہماری یونیورسٹی کے اعلیٰ عہد پر فائز ہوئے ہیں وہ قدم قدم پر اپنی شرافت نفس اور جذبۂ کردار سازی سے اس تہذیبی اور تعلیمی مرکز کا وقار بلند کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ یہاں آتے ہی جس بحران سے دوچار ہوئے اور اس کے چیلنج کو انھوں نے جس عزم اور دلیری سے قبول کیا، ناسپاسی ہوگی اگر اس کا یہاں ذکر نہ کیا جائے۔ سرور صاحب کا یہ شعر حامدین کے کیسا حسب حال ہے:

نہ یہ عالی جناب اٹھے نہ وہ عالی مقام آئے
جب آئی آنچ صحرا پر تو دیوانے ہی کام آئے

آج کا یہ سیمینار حامد انصاری صاحب کی اردو دوستی کا ایک نمونہ ہے اور اس کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ اس سیمینار کے لیے ان کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل رہا۔

صدر شعبۂ کی استقبالیہ تقریر کے بعد بی اے کی طالبہ شاہدہ مرغوب نے سرور صاحب کی ایک نظم ترنم کے ساتھ پیش کی۔ افتتاحی جلسے کی نظامت سیمینار ڈائریکٹر پروفیسر قیصر جہاں فرما رہی تھیں۔ انھوں نے محمد حامد انصاری صاحب (وائس چانسلر) سے سیمینار کے افتتاح کی درخواست کی۔ سیمینار کا باضابطہ افتتاح کرتے ہوئے جناب محمد حامد انصاری نے اردو شعر و ادب اور اردو تحریک کے سلسلے میں سرور صاحب کی خدمات کا بطور خاص ذکر کیا اور فرمایا کہ شعبۂ اردو اور مسلم یونیورسٹی دونوں پر سرور صاحب کا جو قرض تھا، آج کی تقریب اس قرض کو ادا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ سیمینار کے باضابطہ افتتاح کے بعد شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے ''سرور دانشور'' کے عنوان سے کلیدی خطبہ پیش کیا جس میں یہ وضاحت کی گئی تھی کہ دانش وری کئی پہلو رکھتی ہے اور اس کا سب سے اہم اظہار اسی حالت میں ہوتا ہے جب دانش ور کو کسی ایسے علمی یا فکری موقف کا سامنا ہو جس سے وہ متفق نہ ہو۔ ایسی صورت میں اصل دانش وری یہ ہے کہ اپنی رائے کا بے کم و کاست اظہار کر

دیا جائے لیکن اس بات کا احساس بھی رہے کہ فریق مخاف کی رائے کو بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔سرور صاحب اسی معاملے میں لائنل ٹرلنگ (LIONEL TRILLING) کے ہم نوا ہیں اور انکی دانش وری کا تفاعل بھی یہی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں تمام دعوے بنیادی طور پر عارضی ہوتے ہیں۔فاروقی صاحب کے بقول ہمارے یہاں دانش ور کا مطلب عام طور پہ یہ سمجھا گیا ہے کہ دانشور ہر معاملے میں اپنی رائے رکھتا ہے۔اور اپنے علاوہ کسی اور کی رائے کو معتبر نہیں جانتا، دانش ور کی اصل تعریف یہ نہیں ہے۔ دانشور کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر معاملے پر اپنی سوچی سمجھی رائے رکھتا ہے۔موقع پڑنے پر اس کا اظہار کرتا ہے اور فریق مخالف کو بھی اپنی رائے رکھنے کا حق دیتا ہے۔دانش ور کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے فاروقی صاحب نے سرور صاحب کی تحریروں سے اقتباسات پیش کر کے انھیں ایک سچا دانش ور ثابت کرنے کی کوشش کی۔اس سلسلے میں اکبرالہ آبادی پر سرور صاحب کے مضمون کو فاروقی صاحب نے بنیاد بنایا اور بتایا کہ سرور صاحب کی دانش وری میں تھوڑی رومانیت بھی ہے۔ یہ رومانیت نقاد کے دل کو پاسبان عقل کی رقابت سے کبھی کبھی آزاد بھی کر دیتی ہے اور آج کے عہد میں جب تنقید میں ادب سے محبت کی جگہ ادب سے نبرد آزما ہونے کا رجحان دکھائی دینے لگا، یہ رومانیت کچھ زیادہ ہی ضروری ہوگئی ہے۔سرور صاحب کی دانش وری پر یہ کلیدی خطبہ بے حد پسند کیا گیا۔

ہمدرد یونیورسٹی کے چانسلر جناب سید حامد نے اپنے خطبۂ صدارت میں سرور صاحب کی علمی، ادبی، انتظامی اور قائدانہ صلاحیتوں اور خدمات کا شرح وبسط کیساتھ جائزہ لیا اور ان کی دانش وری کو بھی موضوع بحث بنایا۔اسکے بعد حکومت مدھیہ پردیش کا سب سے بڑا ادبی انعام ''اقبال سمان'' جسے حکومت مدھیہ پردیش کے نمائندے اور اقبال ادبی مرکز بھوپال کے سکریٹری پروفیسر آفاق احمد لے کر آئے تھے، سرور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ایک لاکھ روپے کے چیک اور توصیفی سند کی صورت میں یہ انعام مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب محمد حامد انصاری کے ہاتھوں سرور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

انجمن ترقی اردو ہند کے سکریٹری کی حیثیت سے سرور صاحب کی خدمات کے اعتراف میں انجمن کے موجودہ جنرل سکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم ارمغان انجمن کے طور پر ایک شال، کتابیں اور یادگار میڈل لائے تھے جسے انجمن ترقی اردو ہند کے سابق صدر جناب سید حامد نے سرور صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔اس کے بعد سرور صاحب کی دو تازہ مطبوعات (۱) ''اردو تحریک'' (۲) ''افکار کے دیئے'' کی رسم اجرا شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے انجام دی۔ یہ دونوں کتابیں ''ہماری زبان'' میں سرور صاحب کے اداریوں کے انتخاب پر مشتمل ہیں جنھیں ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ کے مالک اسد یار خان صاحب نے بڑے اہتمام سے حال میں شائع کیا ہے۔

اپنی مستقل علالت اور نقاہت کے باوجود سرور صاحب نے شعبہ اردو کی درخواست پر اس سیمینار میں شرکت کی دعوت قبول کی تھی اور افتتاحی جلسے میں تشریف رکھتے تھے اسلئے ان سے درخورست کی گئی کہ اپنے تاثرات پیش فرمائیں انھوں نے منتظمین سیمینار اور شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے علی گڑھ والوں کو سر راس مسعود کا وہ سبق یاد دلایا جو انھوں نے اپنے دور وائس چانسلری میں طلبا کو دیا تھا کہ:-''میں اس ادارے

میں کوئی چیز دوسرے درجے کی نہیں دیکھنا چاہتا۔'' سرور صاحب نے تکنیکی تعلیم کی قدر و قیمت کا اعتراف کرتے ہوئے اس امر کا اعادہ کیا کہ یونیورسٹی کا مقصد علوم کی تعلیم ہے کیونکہ علوم سے ہی افکار جنم لیتے ہیں۔ اسکے بعد پروفیسر قیصر جہان نے مہمانوں اور شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور پھر سرور صاحب کے سلسلے میں مولانا آزاد لائبریری میں کتابوں کی نمائش کا افتتاح پروفیسر عبدالمغنی سابق وائس چانسلر متھلا یونیورسٹی (بہار) نے فرمایا اور شعبۂ اردو میں شاندار چائے کے بعد افتتاحی جلسہ ختم ہوا۔

پہلا جلسہ:

آل احمد سرور دوروزہ قومی سیمینار کا پہلا جلسہ ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء کو ۳ بجے سہ پہر شروع ہوا جس کی صدارت پروفیسر آفاق احمد (بھوپال)، پروفیسر سید عبدالباری (سلطان پور) اور پروفیسر عجب سنگھ (علی گڑھ) نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر خورشید احمد نے انجام دے۔ کل پانچ مقالے پیش کیے گئے۔ مقالہ نگاروں میں ڈاکٹر خلیق انجم، پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی، پروفیسر زاہدہ زیدی، محترمہ سلمیٰ صدیقی اور پروفیسر محمود الحسن شامل تھے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے انجمن ترقی اردو کے حوالے سے سرور صاحب کی خدمات کا تفصیل سے جائزہ لیا اور انجمن کے ریکارڈ کی مدد سے سرور صاحب کی سیکرٹری شپ کے زمانے کی کئی اہم باتیں تحقیقی نقطہ نظر سے بیان کیں۔ سلمیٰ صدیقی نے ''ہمارے سرور صاحب'' کے عنوان سے ایک تاثراتی مضمون پیش کیا جس میں سرور صاحب کی سیرت و شخصیت اور انکی سوانحی زندگی کے بعض اہم گوشے سامنے آئے۔ پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی نے سرور صاحب کی دانش وری پر ایک مفصل اور مدلل مضمون پیش کیا۔ پروفیسر محمود الحسن نے ''آل احمد سرور اور لکھنؤ'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا جس میں سرور صاحب کی علمی، انتظامی، صلاحیتوں اور انکی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی۔ پروفیسر زاہدہ زیدی کے مضمون میں بھی سرور صاحب کی حیات سیرت اور شخصیت کے جائزے پر زیادہ توجہ دی گئی۔

دوسرا جلسہ:

سیمینار کا دوسرا جلسہ ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء کو شام ساڑھے چھ بجے منعقد ہوا جس کی صدارت محترمہ سلمیٰ صدیقی، پروفیسر نور الحسن نقوی اور پروفیسر محمود الحسن نے فرمائی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر سید محمد ہاشم نے انجام دیے اور چار مقالے پیش کیے گئے۔ ڈاکٹر شہناز ہاشمی نے ''سرور صاحب کی سرگرمیاں'' کے عنوان سے مضمون پڑھا جس میں خاکے کا رنگ غالب تھا۔ ڈاکٹر امیر عارفی (دہلی یونیورسٹی) نے ''سرور صاحب: چند تاثرات'' کے عنوان سے مضمون پیش کیا۔ پروفیسر شارب ردولوی نے ''آل احمد سرور نظریے سے نظر تک'' کے موضوع پر نہایت جامع اور وقیع مقالہ پیش کیا۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی کے مضمون کا عنوان تھا: ''پروفیسر آل احمد سرور اور میر شناسی'' جس میں میر سے متعلق سرور صاحب کی تنقیدی نگارشات کا عمومی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ سرور صاحب نے میر شناسی کے سلسلے میں جو باتیں اشارتاً کہی ہیں اگر انھیں پھیلا دیا جائے تو اس موضوع پر کئی اہم کتابیں وجود میں آسکتی ہیں۔

تیسرا جلسہ:-

آل احمد سرور دو روزہ قومی سیمینار کا تیسرا جلسہ ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء کو ۱۰ بجے شروع ہوا۔ جس کی صدارت پروفیسر نثار احمد فاروقی، پروفیسر شارب ردولوی اور پروفیسر عبدالمغنی نے فرمائی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر عقیل احمد نے انجام دیے۔ اس جلسے میں پانچ مقالے پیش کیے گئے۔ پروفیسر نورالحسن نقوی کے مقالے کا عنوان تھا: ''پروفیسر سرور، اپنے اداریوں کی روشنی میں''۔ اس میں سرور صاحب کے بنیادی افکار اور ان کی بے لاگ تنقیدوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سرور صاحب نے اپنے اداریوں میں علی گڑھ تحریک اور سرسید کے افکار سے متعلق جو سخن گسترانہ باتیں بیان کی ہیں ان پر بھی مقالہ نگار نے اشارہ کیا۔ پروفیسر ریاض الرحمٰن خاں شیروانی نے ہندوستانی مسلمانوں کے تشخص کے حوالے سے سرور صاحب کی دانش وری پر مضمون پیش کیا۔ پروفیسر عبداللہ ولی بخش قادری نے سرور صاحب کی نثر سے متعلق مضمون پڑھا جس میں سرور صاحب کے اسلوب اور تنقیدی نثر کے بیان کے سلسلے میں گفتگو کی گئی تھی۔

پروفیسر سعید الظفر چغتائی نے سرور صاحب کے سفر نامے کی روشنی میں ان کے ''تاثرات'' امریکہ کا فکری و فنی جائزہ پیش کیا اور ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب نے اپنے مضمون ''آل احمد سرور اور انجمن ترقی اردو'' میں انجمن اور اسکے سیکرٹری مولوی عبدالحق سے سرور صاحب کے دیرینہ مراسم کا تذکرہ کرتے ہوئے انجمن کے سیکرٹری کی حیثیت سے سرور صاحب کی خدمات کا جائزہ پیش کیا۔ اسکے بعد پروفیسر نثار احمد فاروقی نے صدارتی کلمات میں اس اجلاس کے تمام مقالوں پر مختصراً تبصرہ کرتے ہوئے اسے سرور فہمی کے سلسلے میں قابل قدر بتایا اور اسی کے ساتھ حاضرین جلسہ بالخصوص طلبا کو یہ تلقین کی کہ وہ اپنی تہذیبی شناخت پر توجہ دیں اور سرسید کے اصلاحی مشن اور خدمت کے جذبے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ صدراتی کلمات کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اس کے فوراً بعد ۱۲ بجے دن میں سیمینار کا چوتھا اور آخری اجلاس شروع ہوا۔

چوتھا جلسہ:

آل احمد سرور دو روزہ قومی سیمینار کا یہ آخری جلسہ تھا۔ جس کی صدارت پروفیسر ریاض الرحمٰن خان شروانی، پروفیسر سعید الظفر چغتائی، پروفیسر عبداللہ ولی بخش قادری اور پروفیسر امیر عارفی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر قمر الہدیٰ فریدی نے انجام دے۔ اس اجلاس میں چھ مقالے پیش کئے گئے۔ مقالہ نگاروں میں ڈاکٹر عبدالباری، ڈاکٹر ظفر احمد، ڈاکٹر خورشید احمد، پروفیسر عجب سنگھ، ڈاکٹر انجمن آرا اور پروفیسر عبدالغنی شامل تھے۔ ڈاکٹر عبدالباری نے آل احمد سرور کا سفر، ''نقد و نظر سے دانش وری تک'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ ڈاکٹر ظفر احمد کے مقالے کا عنوان تھا: ''پروفیسر آل احمد سرور اور اقبال تنقید'' ڈاکٹر خورشید احمد، پروفیسر عجب سنگھ اور پروفیسر عبدالغنی کے مضامین بھی سرور صاحب کی تنقید نگاری سے متعلق تھے۔ اس اجلاس میں صرف ڈاکٹر انجمن آرا کا مضمون سرور صاحب کی شاعری کے سلسلے میں تھا۔

سرور صاحب پر یہ دو روزہ سیمینار بہت کامیاب رہا۔ شرکا اور حاضرین کثیر تعداد میں موجود رہے۔ اور علمی حلقوں میں اس سیمینار کے بارے میں یہ تأثر قائم ہوا کہ شعبۂ اردو کی جانب سے یہ سیمینار سرور صاحب

کیلئے خراج عقیدت ہی نہیں بلکہ اس سے سرور شناسی اور سرور فہمی کی فضا بھی عام ہوگی۔

رپورٹ:- ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب

مجلس اقبال عالمی اردو مرکز کی اقبال پر تقریب

عالمی اردو مرکز جدہ نے حسب روایت اس سال بھی یوم اقبال کی تقریب شایان شان طریقے سے منعقد کی۔تقریب کا اہتمام عالمی اردو مرکز کی مجلس اقبالؒ نے کیا تھا۔صدارت ڈاکٹر غلام اکبر نیازی نے کی۔ جبکہ جدہ میں پاکستان کے قونصل جنرل جناب محمد نواز چودھری مہمان خصوصی تھے۔سٹیج پر ان کے ساتھ عالمی اردو مرکز کے صدر پروفیسر منور اقبال شمس اور ممتاز شاعر اور تحریک پاکستان کے کارکن جناب احمد جمال صادق بھی موجود تھے۔جنہیں تقریب کے اعزازی مہمان کی حیثیت حاصل تھی۔آپ کو اقبال کی قربت بھی حاصل رہی اور فکر اقبال کے فروغ کے لیے آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔

تقریب کا آغاز محمد نذیر نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔جس کے بعد معبر قریشی نے حضرت اقبال کے نعتیہ اشعار اپنے خوبصورت ترنم میں پیش کیے،

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

ہدیہ نعت کے بعد اردو مرکز کی طرف سے مجلس عاملہ کے رکن جناب گلاب خاں نے افتتاحی مضمون پیش کیا۔جس میں انھوں نے عصر حاضر کے لیے اقبال کے پیغام پر روشنی ڈالی۔انہوں نے کہا کہ اقبال سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔انکے کلام سے توحید کی تعلیم ملتی ہے۔انھوں نے ہمیشہ قرآن پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا۔عصر حاضر کی نجات اقبال کے افکار کو حرز جاں بنانے میں ہے۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جناب طارق محمود نے کہا کہ علامہ اقبال صاحب کا کلام قرآن کی تفسیر ہے۔انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔اقبال ایک ایسے شاعر اور فلسفی تھے جنہوں نے امت مسلمہ میں بیداری اور زندگی کی لہر پیدا کی۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عرفان ہاشمی نے ان حقائق پر روشنی ڈالی جن کی بنا پر انہیں دانائے راز کہا جاتا ہے،انہوں نے کہا کہ اقبال راز ہستی اور راز کائنات سے آشنا تھے۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز سکالر پروفیسر ڈاکٹر اطہر سعید نقوی نے کہا کہ اقبال کے فکر وفلسفہ نے انسان کو عظمتوں سے آشنا کیا۔وہ ترجمان حقیقت تھے۔انہوں نے عشق وخرد کے اسرار فاش کیے۔خودی اور بے خودی کی لذتوں سے آگاہ کیا،مرد مومن یا انسان کامل کی تلاش ان کی شاعری کا مرکز ومحور ہے،پروفیسر نقوی کی تقریر کے بعد محمد مدثر قریشی رکن مجلس عاملہ عالمی اردو مرکز نے ترنم سے کلام اقبال پیش کیا۔

؎ گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا

تقریب کے مہمان خصوصی جدہ میں پاکستان کے قونصل جنرل جناب محمد نواز چوہدری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ اقبال جیسے لوگ امتوں کا سرمایۂ افتخار ہوتے ہیں۔ اقبال کے اشعار مردہ جسموں میں زندگی کی تحریک پیدا کرتے ہیں، ان کے افکار ذہنوں کی پژمردگی دور کرتے ہیں، اقبال کا کلام آج بھی انقلابات برپا کرسکتا ہے بشرطیکہ اسے پڑھا اور سمجھا جائے اور پھر اس پر عمل بھی کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اقبال کے تصورات کی عملی تعبیر ہے۔ مگر ان کے افکار سے اس کی تعمیر کا کام بھی ہماری ذمہ داری ہے صدر تقریب ڈاکٹر غلام اکبر نیازی نے اپنے صدارتی خطبے میں علامہ کے بے شمار اشعار پڑھے اور انہیں عالمی سیاسی حالات اور مسلمانوں کی بدحالی کے واقعات پر منطبق کیا، انہوں نے کہا کہ اقبال آج کے حالات کا بھی چشم تصور سے مشاہدہ کررہے تھے۔ اسی لیے انکے اشعار ان حالات کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال کو خراج عقیدت پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کے افکار پر عمل پیرا ہو کر اسلام کا بول بالا کریں، عالمی اردو مرکز کے صدر مشہور شاعر اور دانشور پروفیسر منور ہاشمی نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ نے پوری دنیا کو متاثر کیا۔ اقبال واحد مفکر ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے شاعر ہیں۔ جناب ہاشمی نے چند واقعات بھی سنائے جن میں علامہ اقبال کی شراب سے شدید نفرت اور ان کی ذاتی دیانت وشرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ انہوں نے تقریب کے شرکا کے لیے کلمات تشکر بھی ادا کیے، تقریب کے دوسرے دور میں جدہ کے معروف وممتاز شعرا نے علامہ اقبال کی زمینوں میں اپنا تازہ کلام سنایا۔ اور شاعر مشرق کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

ان شعرا میں جناب احمد جمال صادق۔ جناب منور ہاشمی۔ جناب طاہر جمیل۔ جناب اطہر عباسی۔ جناب انجم کاظمی۔ جناب عرفان بارہ بنکوی۔ جناب آفتاب ترابی۔ جناب حبیب صدیقی۔ جناب عبدالقیوم مبین۔ جناب زمرد سیفی، نظر حجازی، زوّار قمر عابدی اور دیگر شعرا شامل ہیں۔ تقریب کے پہلے حصے کی نظامت حامد اسلام نے کی۔ دوسرے دور کی نظامت اردو مرکز مجلس اقبال کے ناظم محمد حبیب صدیقی نے کی۔

(رپورٹ۔سید انوار رضوی)

کشمیر یونیورسٹی میں

''اقبال اور احترام آدمیت''

دوروزہ سیمینار

اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی کی طرف سے شاعر مشرق علامہ اقبال کی تریسٹھویں برسی کے موقع پر اپریل ۲۰۰۱ء کی ۲۱ اور ۲۲ تاریخ کو یونیورسٹی کے کانفرنس ہال میں ایک پر وقار اور شاندار دوروزہ قومی سیمینار کا انعقاد ہوا۔ جس میں ریاست اور بیرون ریاست کے ماہرین اقبالیات اور ادباء نے ''اقبال اور تعمیر آدمیت'' کے عنوان پر مقالات پیش کیے۔ یہ سیمینار چار نشستوں میں ہوا، جس میں یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ

علماء فضلاء، مفکرین وشیدایان اقبال نے شرکت کی۔

پہلی نشست کی صدارت کشمیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر عبدالواحد نے کی۔ انہوں نے دور حاضر میں اقبال کے فکر وفن کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اسکالروں کو فکر اقبال کے مختلف گوشوں پر کام کرنے کی تحریک وترغیب دی۔

افتتاحی خطبہ میں انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے اقبال کی ہمہ پہلو شخصیت کی مختلف جہات پر سیر حاصل تقریر کی۔ اس نشست میں کشمیر یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر حامدی کشمیری اور دلّی یونیورسٹی کے پروفیسر اردو و ماہر اقبالیات ڈاکٹر عبدالحق صاحب مہمانان خصوصی تھے۔ جنہوں نے اقبال کی شاعری، ادب وفکر پر روشنی ڈالی اور ان کے فلسفے کو عمل تحرک کا ترجمان قرار دیا۔ اور ان کو تعمیر آدمیت کا علمبردار گردانا۔ اس نشست کے آخر میں اقبال انسٹی ٹیوٹ کی مطبوعات اجراء کی گئیں اور وادی کے ایک معروف ماہر تعلیم وادیب پروفیسر سید حبیب کی تصنیف "Iqbal's Raptures Melodize Education" کی رسم رونمائی کی گئی۔ علاوہ ازیں وادی کے ایک بزرگ ادیب، شاعر اور علامہ اقبال کے معاصر جناب مرزا عارف بیگ کی عزت افزائی کی گئی اور انہیں خلعتِ فاخرہ سے نواز گیا۔ انہوں نے اقبال کی معیت میں رہ کر لاہور کے شب وروز کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا۔ نشست کے اختتام پر ادارہ کے ڈائریکٹر نے صدر اور مہمانان خصوصی کے علاوہ حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کیا۔

دوسری نشست کا آغاز دو پہر دو بجے ہوا۔ جس کی صدارت کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ کشمیریات کے سابق صدر پروفیسر مرغوب بانہالی نے کی۔ اس نشست میں دلی یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالحق، جسٹس علی محمد میر، پروفیسر سید حبیب کے علاوہ جموں یونیورسٹی کے رجسٹرار اور صدر شعبہ اردو پروفیسر ظہور الدین نے اپنے بصیرت افروز مقالات پیش کیے۔ فاضل مقررین نے اقبال کی متنوع فکری جہات پر بلیغ انداز میں تبصرہ کیا اور اقبال کو گذشتہ ہزاریہ کی عبقری شخصیت گردانا، جس نے آدم گری کے تعلق سے فکر وفن کا دامن وسیع کیا۔ صدر موصوف نے اپنے صدارتی خطبہ میں اقبال کو تعمیر آدمیت وامن عالم کا پیامبر قرار دیا۔ اور ان کی تعلیمات کو فلاح انسانی کے راز سے تعبیر کیا۔

۲۲ اپریل ۲۰۰۱ کو صبح گیارہ بجے تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ اس نشست کی صدارت جموں یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو جناب پروفیسر ظہور الدین نے انجام دی۔ سب سے پہلے جامعیہ ملیہ اسلامیہ دلی کے پروفیسر اردو اور ماہر اقبالیات جناب ڈاکٹر قدوس جاوید نے مقالات پیش کئے ۔ قدوس جاوید نے اقبال۔ ''آدمیت اور بین الاقوامیت'' کو اپنا موضوع بنایا تھا۔

نشست کے اختتام پر میر محفل نے حاضرین کو صدارتی خطبہ سے نوازا۔ موصوف نے اقبال کی تعلیمات کو پر آشوب دور کی گھٹا ٹوپ آندھیوں میں مشعل راہ قرار دیا۔ اور ان کی فکری جہات کو ملّی یگانگت کی زندہ وجاوید تصویر گردانا۔

چوتھی اور آخری نشست کا آغاز اسی روز دو پہر دو بجے ہوا جس کی صدارت ماہر اقبالیات اور دلی

یونیورسٹی کے اردو کے پروفیسر عبدالحق نے کی۔ اس نشست میں کشمیری زبان کے ماہر سابق صدر شعبہ کشمیری مرغوب بانہالی نے اپنا مقالہ زیر عنوان ''اقبال کے ہاں تعمیر آدمیت واحترام آدمیت کا نظریہ'' پیش کیا۔ اسکے بعد وادی کے ایک کہنہ مشق استاد پروفیسر محمد عبداللہ شیداء نے ''اقبال اور عظمت انسان'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔ علاوہ ازیں اقبال انسٹی ٹیوٹ کے دو ریسرچ اسکالروں سید مجید اندرابی اور طارق احمد مسعودی نے بھی ''اقبال داعی امن عالم'' کے عنوان سے اپنے مقالات حاضرین کی نذر کیے۔ سیمینار کی نظامت کے فرائض ادارہ کے ریسرچ سکالر سید مجید اندرابی نے انجام دیئے۔

نشست کے اختتام پر میر مجلس نے حاضرین کو ''اقبال اور تعمیر آدمیت'' کے حوالے سے سوالات و استفسارات کی دعوت دی۔ مقالہ نگار نے سوالوں کے جواب دئے اور قریباً آدھ گھنٹے تک بحث وتمحیص کا سلسلہ چلا۔ آخر میں پروفیسر موصوف نے علامہ اقبال کی فکری جہات کو محور بنا کر بسیط وسیر حاصل خطبہ دیا۔ انہوں نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''اقبال نے عالمی امن اور قومی یگانگت کا جو اظہار کیا ہے۔ وہ ملی یکجہتی اور بقائے باہم کی ولولہ انگیز اور بصیرت افروز دستاویز ہے'' پروفیسر موصوف نے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جناب نحوی صاحب کی کارکردگی، محنت شاقہ وعرق ریزی کو سراہا ہے۔ انہوں نے اس ادارہ کو ملک بھر میں ایک مثالی، یکتا اور منفرد انسٹی ٹیوٹ قرار دیا اور اس کو فعال بنانے میں نحوی صاحب کی مساعی جمیلہ کی پذیرائی کی۔ ۲۲ اپریل شام کو یہ دو روزہ قومی سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔

اقبال ریسرچ اکادمی بنگلہ دیش کی تقریب

علامہ اقبال ریسرچ اکادمی ڈھاکہ بنگلہ دیش نے، علامہ اقبال کے 123 یوم پیدائش کے موقع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ جس کا موضوع ''وحدت اسلامی۔ علامہ اقبال کی نظر میں'' تھا۔ یہ سیمینار یکم نومبر بدھ کو منعقد ہوا۔ سیمینار کی صدارت ڈاکٹر وکیل احمد سابق وائس چانسلر اور صدر شعبہ بنگلہ زبان ڈھاکہ یونیورسٹی نے کی۔ خانہ فرہنگ ایران ڈھاکہ نے بھی سیمینار کے انعقاد میں تعاون کیا۔

اس سیمینار میں جن دوسرے حضرات نے شراکت کی ان میں جناب محمد عبدالروف سابق چیف الیکشن کمشنر اور جج سپریم کورٹ مہمان خصوصی تھے۔ ڈاکٹر اے۔ این۔ ایم رئیس الدین صدر شعبہ اسلامیات، شمس الدین درانی کلچرل کونسلر ایران اور پروفیسر سراج الحق صدر علامہ اقبال ریسرچ اکادمی ڈھاکا تھے۔ ممتاز شاعر عبدالموقیت چودھری نے اقبال اور نذرالاسلام کے افکار ونظریات پر کلیدی مقالہ پیش کیا۔ اور مولانا قاری رئیس الرحمٰن نے تلاوت کی۔

ڈاکٹر کلثوم ابوالبشیر استاد شعبہ فارسی اور رارادو، ظہیر بسواس اور عابدین سجادی نے کلام اقبال ترنم سے پڑھا۔ تقریباً میں بڑی تعداد میں طلبا، اساتذہ اور اہل شوق نے شرکت کی۔

جسٹس عبدالروف نے کہا کہ اقبال خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں وہ صرف شاعر ہی نہیں تھے بلکہ ایک عظیم شاعر اور مرد مومن تھے۔ ان کے بقول اسلام خدا اور بندے کے درمیان تعلق قائم کرنے کا ذریعہ

ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ میری روح ایک سریت ہے لہٰذا انسان بھی سریت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی روح توحید ہے اور اقبال نے وحدت نسل انسانی کے لئے کام کیا۔ انہوں نے کہا کہ نوع انسانی کے اتحاد کے لئے کام کرنے والوں میں اقبال سرفہرست ہیں۔ وہ سچے انسان دوست تھے انہوں نے نسلوں اور تہذیبوں میں وحدت کے لئے اپنی نظم ونثر میں کام کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر وکیل احمد نے کہا اقبال جیسے عظیم شاعر کو کسی ملک وقوم یا علاقے تک محدود قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ان کا پیغام تمام نوع انسانی کے لئے ہے۔ اقبال دنیا بھر کے مظلوم انسانوں کی آواز ہے۔ ڈاکٹر اے این ایم رئیس الدین نے کہا ہے کہ اقبال انسان کامل تھے۔ اور انہوں نے انسان کامل بننے کا درس دیا۔ وہ عصر جدید میں اسلام کے صحیح شارح تھے۔

جناب شہاب الدین درانی نے کہا اقبال نے مغربی تہذیب کی شدید مذمت کی۔ پروفیسر سراج الحق نے کہا کہ اقبال ہر عہد کا عظیم شاعر ہے ان کا کلام صرف مسلمانوں کو ہی نہیں گرماتا بلکہ پوری دنیا کے پسے ہوئے لوگوں کی آواز ہے۔ انہوں نے ایران کے ملک الشعراء بہار کا یہ شعر پڑھا۔

عصر حاضر خاصۂ اقبال گشت
واحدی کز صد ہزاران بر گذشت

قائداعظم کی یاد میں ریاض میں تقریب

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں بانی پاکستان قائداعظم کی یاد میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب کا انعقاد پاکستان مسلم لیگ ریاض نے کیا تھا۔ اس تقریب میں قائداعظم محمد علی جناح کے معروف صدارتی خطبہ جس کی تدوین جناب محمد حنیف شاہد نے کی رونمائی ہوئی۔ محمد حنیف شاہد، اقبال، پاکستان اور قائداعظم پر کام کرنے کے حوالے سے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ اس موقع پر متعدد شخصیات نے قائداعظم کی عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکٹر جاوید اقبال اور ڈاکٹر رفعت حسن کے ٹی وی پر لیکچرز

اقبال اکادمی پاکستان کے نائب صدر ڈاکٹر جاوید اقبال اور ممتاز ماہر اقبالیات ڈاکٹر رفعت حسن نے ٹیلی ویژن پر چار جنوری ۲۰۰۲ کو خطبات دیئے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کا موضوع ''قومیت کا تصور اور اسلام میں ریاست کا تصور'' تھا جبکہ ڈاکٹر رفعت حسن نے ''اسلام اور بنیادی حقوق'' کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب کیا۔ اقبال اکادمی پاکستان کے نائب ناظم ڈاکٹر وحید عشرت اور بعض دوسرے لوگوں نے بھی سوالات کئے۔ یہ خطبات فروری ۲۰۰۲ میں ٹیلی کاسٹ ہوں گے۔

گورنمنٹ کلیۃ البنات لیک روڈ لاہور میں یوم اقبال

گورنمنٹ کلیۃ البنات لیک روڈ پر یوم اقبال کی تقریب منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر وحید عشرت نے

صدارت کی انہوں نے علامہ اقبال کے لیکچرز پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اسلامی فکریات کی جدید علوم کی روشنی میں نئی تشکیل، تدوین اور تفسیر چاہتے تھے تا کہ اسلام عصر جدید کے تقاضوں سے مسلمانوں کو عہدہ برآء ہونے میں رہنمائی دے۔ جلسہ سے پرنسپل صاحب، دیگر اساتذہ اور طالبات نے بھی خطاب کیا۔

گورنمنٹ گرلز کالج مدینہ ٹاؤن فیصل آباد میں یوم اقبال

گورنمنٹ گرلز کالج مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے شعبہ فلسفہ اور شعبہ اردو اور فارسی کے زیر اہتمام یوم اقبال کی خصوصی تقریب ہوئی جس میں ممتاز محقق اور ادیب پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا مہمان خصوصی اور ڈاکٹر وحید عشرت صدر محفل تھے۔ اس تقریب کا اہتمام ڈاکٹر نزہت سلطانہ مدنی صدر شعبہ فلسفہ نے کیا۔ تقریب سے سابق پرنسپل کے علاوہ موجودہ پرنسپل پروفیسر نرگس، پروفیسر شاہدہ یوسف اور کئی دیگر پروفیسر حضرات نے خطاب کیا۔ بچوں نے بھی اس سیمینار میں حصہ لیا۔ جس کا موضوع تھا

فروفال　محمود　سے　درگذر
خودی　پر　نگہ　رکھ　ایازی　نہ　کر

تقریب میں ٹیبلو بھی پیش کیا گیا سیمینار کے موضوع پر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اور ڈاکٹر وحید عشرت نے مفصل خطاب کیا ہے تقریب ۷ نومبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوئی۔ اکادمی کی طرف سے کتب انعام میں دی گئیں،

گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج کوپر روڈ میں یوم اقبال

۶ نومبر ۲۰۰۱ء کو ۱۰ بجے صبح کالج ہال میں شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کے یوم ولادت پر ایک خصوصی تقریب ہوئی جس میں کالج کی اساتذہ نے بھر پور حصہ لیا۔ شعبہ فلسفہ لاہور کالج کی استاد پروفیسر فاخرہ شیرازی مہمان خصوصی تھیں۔ جبکہ صدارت ڈاکٹر وحید عشرت نے کی۔ اور اسلام، عصر حاضر اور اقبال کے موضوع پر کلیدی خطاب کیا۔ کالج کی طالبات نے بھی اس تقریب میں مقالات پڑھے اقبال اکادمی کی طرف سے طالبات کو کتب انعام میں دی گئیں۔

ریڈیو پاکستان کا اقبال پر خصوصی سیمینار

''ملت اسلامیہ اور اقبال'' کے موضوع پر ریڈیو پاکستان لاہور سے ایک مذاکرہ نشر کیا گیا جس میں امجد اسلام امجد نے کمپیئر کے فرائض انجام دیئے جبکہ شرکا میں ڈاکٹر نعیم احمد، ڈاکٹر وحید عشرت اور ڈاکٹر حسن عسکری (استاد شعبہ سیاسیات جامعہ پنجاب) شامل تھے۔ حسن فاروقی پرڈیوسر اور محترمہ شائستہ حبیب سینئر پروڈیوسر تھیں۔ اس مذاکرہ میں اقبال کے تصور امت کو اجاگر کیا گیا۔ بالخصوص ۱۱ ستمبر کے حادثہ کے بعد کی امت مسلمہ کی صورت حال پر بحث ہوئی۔

دی ٹرسٹ سکول ٹھوکر نیاز بیگ میں یوم اقبال

پاکستان میں اپنی نوعیت کے واحد سکول دی ٹرسٹ سکول میں یوم اقبال کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں کالجوں

اور سکولوں کے طلبا اور طالبات میں بیت بازی کے اقبال کے اشعار کے حوالے سے مقابلے ہوئے۔ صدارت محمد سہیل عمر ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان نے کی انہوں نے اپنی تقریر میں نئی نسل کی فکر و کلام اقبال میں دلچسپی کو سراہا اور اکادمی کی طرف سے انعامات تقسیم کئے۔ ڈاکٹر وحید عشرت تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔

وفیات

ممتاز اقبال شناس آل احمد سرور کا انتقال

ممتاز ادیب ماہر اقبالیات: استاد اور شاعر آل احمد سرور ۱۰ فروری کو سری نگر کشمیر میں انتقال کر گئے۔ آپ کو علامہ اقبال سے ملنے کا شرف بھی حاصل ہے اور ان کے نام پر علامہ اقبال کے خط بھی موجود ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کے اعزاز میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ایک خصوصی ادبی ریفرنس کا انعقاد بھی کیا گیا۔ آل احمد سرور کشمیر کے دارالحکومت سری نگر کی کشمیر یونیورسٹی کے اقبال انسٹی ٹیوٹ کے طویل عرصہ تک ڈائریکٹر رہے۔ اقبال کی شاعری اور فکر پر آپ متعدد کتب کے مصنف و مرتب تھے۔

آل احمد سرور کا تعلق دبستان علی گڑھ سے تھا۔ ان کی تنقید کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آل احمد سرور ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے ان کی زندگی کا زیادہ حصہ علی گڑھ میں گذرا، وفات کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال تھی ان کی کتب میں نئے پرانے چراغ، تنقیدی اشارے، ادب اور نظریہ، تنقید کیا ہے، مسرت سے بصیرت، نظر اور نظریے، پہچان اور پرکھ، خواب اور خلش ہیں۔ خواب باقی تھے ان کی سوانح عمری چھپ چکی ہے۔ وہ ایک اچھے مگر کم گو شاعر تھے۔ ۲۰۰۱ء میں ان کے اعزاز میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں برصغیر کے ممتاز شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں نے ان کی ادبی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکٹر حسن رضوی کی وفات

پروفیسر ڈاکٹر حسن رضوی ۱۶ فروری ۲۰۰۲ء بروز جمعہ انتقال کر گئے مرحوم کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ڈاکٹر حسن رضوی گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور کے شعبہ اردو کے سربراہ تھے وہ شاعر، کالم نویس، محقق، استاد اور کمپئر بھی تھے اندرون اور بیرون ملک متعدد مشاعروں میں انہوں نے شرکت کی ان کی عمر ۵۶ برس تھی ڈاکٹر حسن رضوی کو ۱۹۹۳ء میں تمغہ حسن کارکردگی بھی ملا۔ قاضی عبدالغفار عالمی ایوارڈ (بھارت) بہترین میزبان شاعر کا اوسلو ناروے ایوارڈ بھی حاصل کیا ان کی غزلیات اور گیت فلمی دنیا میں بھی معروف ہوئے ملکہ ترنم نور جہاں اور نصرت فتح علی خان نے بھی ان کے گیت گائے۔ انہوں نے اقبال پر بھی ایک کتاب مرتب کی جس کا نام اقبال کے فکری آئینے تھا۔ انہوں نے ناصر کاظمی کے فکر و فن پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ملک کے متعدد علمی و ادبی حلقوں نے ان کی ناگہانی موت پر تعزیت کا اظہار کیا۔